رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم چہارشنبہ

قیمت سالانہ ۱۸ روپے — ماہوار ۱/۸ روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۳۵ | ۱۸ ماہ احسان ۱۳۲۶ ہش | ۲۷ رجب ۱۳۶۶ھ | ۱۸ جون ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۴۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۷ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۹½ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

آج بعد نماز مغرب تا عشاء حضور مجلس میں رونق افروز ہو کر حقائق و معارف بیان فرماتے رہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور علیل ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت تا حال ناساز ہے احباب دعائے صحت فرمائیں

آج بعد نماز عصر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے محترمہ نور بیگم صاحبہ ہمشیرہ ماسٹر محمد ابراہیم

اے طبیب پہلے اپنا علاج کر

مندرجہ بالا فقرہ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول ہے۔ کوئی موقعہ ہو کانگرس چھٹتے ہی مسلم لیگ پر فرقہ پرستی اور وطن دشمنی کا الزام ضرور لگاتی ہے۔ لیکن اگر کانگرس کی باتوں کا اس کے اعمال کے ساتھ موازنہ کیا جائے۔ تو ہر کوئی آسانی سے معلوم کر سکتا ہے۔ کہ جس مرض کا الزام وہ دوسروں پر دھرتی ہے۔ اس میں خود بے طرح مبتلا ہے۔

۱۴ جون کو جو ریزولیوشن آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے پاس کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں "اس انقلابی دور میں جبکہ غیر متحد اور وطن دشمن طاقتیں ہندوستان اور اس کے باشندوں کو نقصان پہنچانے پر تلی ہوئی ہیں۔ کانگرس کمیٹی ہر کانگرسی کو اور عام طور پر سب لوگوں کو اپیل کرتی ہے اور ان سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ وہ اپنے فروعی اختلافات اور جھگڑے ختم کر دیں اور چوکس اور منظم ہو کر کھڑے ہو جائیں۔ اور ہندوستان کی آزادی کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور ان تمام لوگوں سے اسکی حفاظت اور دفاع کریں جو اس کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں"۔

یہ الفاظ کتنے شاندار ہیں کاش ان ریزولیوشن وضع کرنے والوں کی نیت بھی ایسی ہی شاندار ہوتی۔ جتنے شاندار یہ الفاظ ہیں۔ وہ ممالک جو ہندوستان کے صحیح حالات اور کانگرس کی چالبازیوں سے ناواقف ہیں ضرور ان الفاظ سے دھوکا کھا جائینگے۔ اور پکار اٹھینگے کہ کانگرس سی بھولی بھالی مجلس کو خواہ مخواہ تنگ کیا جا رہا ہے۔ لیکن کوئی ہندوستانی دھوکا نہیں کھا سکتا۔ سب جانتے ہیں کہ ان الفاظ سے کانگرس کا روئے سخن کس طرف ہے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ کانگرس خواہ کوشش بھی کرے۔ جو فطری شدید دشمنی اور عناد اس کو مسلم لیگ سے ہو گیا ہے۔ اس کو چھپا ہی نہیں سکتی۔ حالانکہ ایسے اہم ریزولیوشن میں اس کا فرض تھا۔ کہ ہندوستان کے آئندہ امن اور بہبودی کے پیش نظر دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کی طرف محبت اور اتحاد کا ہاتھ بڑھاتی لیکن افسوس صد افسوس اس نے بویا تو بداعتمادی اور دشمنی کا ہی بیج بویا۔ ہم اس کے سوا کیا کہیں کہ

اے طبیب پہلے اپنا علاج کر

پھر آپ نے سنا ہوگا کہ گاندھی جی نے وائسرائے کو خط لکھا ہے کہ پاکستانی اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے۔ گویا آپ نے مسٹر شکلا وزیر اعظم سی۔ پی۔ پرشوتم داس ٹنڈن۔ سردار پٹیل۔ مسٹر کرپلانی صدر کانگرس وغیرہم کی وہ تقریریں سنی ہی نہیں جس میں انہوں نے مسلم لیگ کے خلاف زہر چکانی کی ہے۔ اور ہندوستھان کے مسلمانوں کے حقوق شہریت کی ضبطی کی دھمکیاں دی ہیں گاندھی جی کو چاہیئے تھا کہ پاکستانی اقلیتوں کے تحفظ حقوق کے لئے قدم اٹھانے سے پہلے گھر کی بھی خبر لیتے۔ اور اپنے پرستاروں کو ان لن ترانیوں سے روکتے۔ جن سے پہلے بھی بدامنی پھیلی ہے۔ اور آئندہ بھی پھیلنے کا خدشہ ہے۔ اس لئے ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ

اے طبیب پہلے اپنا علاج کر

کیا عیسائیوں کا خدا مر سکتا ہے؟

آر۔ ڈی۔ رینالڈ صاحب ایک امریکن مشنری نے سہ ماہی رسالہ ورلڈ ڈومینین میں ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے "کینیا (مشرقی افریقہ) میں نئی اقوام تک رسائی" اس مضمون کے آغاز میں وہ رقمطراز ہیں کہ "جب ہم پہلی بار" مارق ٹو" قوم کی سرزمین میں داخل ہوئے۔ تو ہمیں ایک عجیب پیرمرد سے دوچار ہونا پڑا۔ ہم ایک اونچائی پر کھڑے تھے۔ جہاں سے وہ تمام علاقہ نظر کے سامنے تھا۔ جہاں ابھی تک کسی عیسائی مشنری کا قدم نہیں پڑا تھا۔ اس پیرمرد سے ہماری حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

پیرمرد۔ "خدا کی موت کی وجہ سے میں بڑا پریشان ہوں"

ہم۔ (نہایت حیرت سے) "کیا خدا سچ مچ مر گیا؟"

پیرمرد۔ (نہایت جوش سے) "ہاں"

وہ بہت پرجوش سرگرم اور متاثر نظر آتا تھا۔ اس لئے ہم نے اس سے اور بھی سوالات کئے

ہم۔ "خدا کب مرا؟"

پیرمرد۔ "کئی سال ہوئے دن کے دوسرے گھنٹے میں خدا بیمار ہوا تھا اور مر گیا تھا۔" اس نے آسمان کے اس حصہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ جہاں صبح کے آٹھ بجے سورج ہوتا ہے۔

ہم "کیا خدا ابھی تک مردہ پڑا ہے؟"

پیرمرد۔ "نہیں کچھ دیر بعد وہ صحت یاب ہو گیا۔ اور دوبارہ جی اٹھا۔ لیکن میں سخت پریشان ہوں۔ جب خدا مرتا ہے۔ تو زمین پر بڑی آفت آتی ہے۔ سب کام بگڑ جاتے ہیں۔ ٹڈی دل آتے ہیں قحط پڑتا ہے وغیرہ وغیرہ"

اس عجیب و غریب گفتگو سے ورطہ حیرت میں غرق تھے۔ کہ معاً ہمیں یاد آیا۔ کہ یہ

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے شائع کیا

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

لوگ سورج کی عزت ہی نہیں کرتے۔ بلکہ اس کو پوجتے ہیں۔ ہو نہ ہو اس پیر مرد کا اشارہ سورج گرہن کی طرف ہے۔ جو چند سال ہوئے مشرقی افریقہ میں نظر آیا تھا۔ آخر یہی بات نکلی۔ جب ہم نے اس کو سمجھایا۔ تو پیر مرد بڑی دلچسپی سے سنتا رہا۔ پھر ہم نے اسے بتایا۔ کہ سورج خدا نہیں ہے۔ اور ہم اس کو اس خدا کی بابت بتانے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ جس نے سورج۔ چاند ستارے۔ دنیا۔ پہاڑ درخت اور اردگرد کے دریا بنائے ہیں۔ جس نے سب لوگوں کو پیدا کیا اور پھر اپنی محبت کے تقاضا سے ہماری نجات کے لئے اس نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (ورلڈ ڈومینین اپریل ۱۹۳۸ء)

حیرت ناک بات یہ ہے کہ امریکہ جیسے مہذب ملک کے رہنے والے عیسائی مشنری اس غیر مہذب اور حبشی پیر مرد کی اس بات پر کہ "خدا بیمار ہوا۔ مرگیا اور کچھ دیر بعد صحتیاب ہو کر زندہ ہو گیا۔" سخت پریشان ہوئے۔ اور ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے۔ مگر کیا انہیں کبھی اپنے اس اعتقاد پر بھی حیرت ہوئی ہے کہ ان کے خدا کا اکلوتا بیٹا یسوع مسیح جو خود بھی خدا تھا۔ صلیب پر کھینچا گیا۔ جہاں اس نے دم توڑ دیا۔ اور مر گیا۔ پھر تین دن تک قبر میں مردہ ہو کر پڑا رہا۔ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ جہاں اب تک وہ اپنے باپ کے داہنے ہاتھ پر بیٹھا ہوا زمین پر اترنے کا انتظار کر رہا ہے۔

کیا ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ عیسائیت کے اس مرکزی اعتقاد کی بنا بھی کسی اسی قسم کے توہم پر ہے۔ جس قسم کے توہم پر اس غیر مہذب وحشی مارق وطی قوم کے جاہل پیر مرد کے اعتقاد کی بنا تھی۔ اور سورج چاند۔ ستارے دنیا پہاڑ درخت اور اردگرد کے دریا بنانے والا خدا وہ خدا جس نے سب لوگوں کو پیدا کیا۔ وہ خدا جس نے اپنی محبت کے تقاضا سے انسانوں میں سے دوسرے نبیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پیغام کے لئے چنا۔ تاکہ لوگوں کو خدا کی طرف بلائے۔ وہ خدا صرف اسلام ہی کا خدا ہے۔ باقی سب مریض دماغوں کی ایجاد بندہ۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی علالت

قریباً چار سال کا عرصہ ہوا۔ کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر ضربت الشمس کا حملہ ہوا تھا۔ ان دنوں دینی امور کے انہماک کی وجہ سے آپ کو آرام کا بہت کم موقع ملا۔ جس سے بیماری کلیتہً رفع نہ ہوئی۔ اور مسلسل نقاہت ہوتی چلی گئی۔ اب بھی کبھی کبھی بیماری کا حملہ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً گرمیوں میں تو شدت اختیار کر جاتی ہے۔ چنانچہ آج کل بھی کثرت کار اور گرمی کی شدت کی وجہ سے تکلیف بڑھ گئی ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ حضرت ممدوح کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اعلان فرمایا تھا۔ کہ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی پہلی جلد مع دیباچہ (قریباً تین سو صفحات) اور پہلے دس پاروں پر مشتمل ہو گی ان شاء اللہ جلد طبع ہو جائیگی۔ سردست دو ہزار جلدیں شائع ہونگی جن میں سے ایک ہزار جلدیں مستشرقین اور دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں کو بھیجی جائینگی جس کی قیمت مخلصین جماعت ادا کریں گے۔ خود سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک سو جلدوں کی قیمت ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ابھی اس کارِ خیر میں حصہ لینے کے لئے مخلصین جماعت کے لئے موقعہ ہے۔ احباب جلد از جلد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے وعدے بھجوا دیں۔ ہدیہ فی جلد -/۲۵ روپے ہے۔ (وکیل التبشیر)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی

مجلس علم وعرفان

دین کو دنیا پر مقدم رکھو

(مرتبہ چودھری منیر احمد صاحب وینس)

قادیان ۱۳ ارماہ احسان۔ آج بعد نماز مغرب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس میں رونق افروز ہو کر جو ملفوظات ارشاد فرمائے۔ ان کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

فرمایا۔ انسانی ضرورتیں تو ہمیشہ ہی ساتھ لگی رہتی ہیں۔ لیکن ایمان کی علامت یہ ہے۔ کہ سلسلہ کے کاموں کو اپنی ذاتی ضرورتوں پر مقدم رکھا جائے۔ اگر نفس بہانے بنانے لگے۔ تو معمولی معمولی کاموں کو بہت بڑھا چڑھا کر دکھا سکتا ہے۔ لیکن اگر ذہنیت درست ہو۔ تو بڑے سے بڑا دنیاوی کام بھی دینی کاموں کے مقابلہ میں ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ کئی طبائع دین کی راہ میں ایک پیسہ خرچ کرنے سے بھی دریغ کرتی ہیں۔ مگر کئی ایسے بھی ہیں جو جان کو قربان کرتے ہوئے بھی ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ چنانچہ صحابہ کی عظیم الشان قربانیاں ہمارے سامنے ہیں۔ کہ کس طرح وہ اپنی عزیز جانوں کو اسلام کی خاطر نثار کرنے میں راحت محسوس کرتے تھے۔ ان کے سامنے بھی دنیاوی ضرورتیں ہوتی تھیں۔ مگر وہ دین کی راہ میں حائل نہ ہوتی تھیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری کا یہ عالم تھا۔ کہ وہ چند روز کے لئے قادیان آئے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو مستقل طور پر ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا۔ تو آپ نے اتنا بھی گوارا نہ کیا۔ کہ چند روز کی اجازت لیکر اپنے زیر تعمیر مکان کی دیکھ بھال ہی کر آئیں۔

اسی طرح جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیمار ہوئے۔ تو میرا بڑا لڑکا ناصر احمد شدید بیمار ہو گیا۔ میں حضرت خلیفہ اول رضؓ کی تیمارداری میں مصروف تھا۔ کہ مجھے گھر سے پیغام پر پیغام آنے لگے۔ کہ جلد آؤ۔ حالت نازک سے نازک تر ہو رہی ہے۔ لیکن میں نے اس کی خاطر حضرت خلیفہ اول رضؓ کو چھوڑ کر جانا پسند نہ کیا۔ جب آپ کو افاقہ ہوا اور ہوش آئی تو آپ نے زبردستی مجھے یہ کہکر بھیجا۔ کہ تم اپنے بیٹے کے لئے نہ جاؤ بلکہ مسیح موعودؑ کے پوتے کے لئے جاؤ۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں میں اس قسم کے بہت سے واقعات پائے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد تو کجا عورتیں بھی ایثار میں ان سے کم نہ تھیں۔

ایک دفعہ ایک صحابی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کام پر بھیجا۔ اس اثناء میں ان کا ننھا بچہ فوت ہو گیا۔ جب واپس آئے تو ان کی بیوی نے اس خیال سے کہ وہ ملول خاطر ہو کر یہ خیال نہ کریں۔ کہ میں دین کے کام پر گیا ہوا تھا۔ تو میری عدم موجودگی میں اس طرح ہو گیا۔ نئے کپڑے پہن کر بن سنور کر بیٹھ گئیں۔ خاوند نے آکر پیار و محبت کیا۔ اور جب اسکی طبیعت مسرور ہو گئی۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر کسی کی کوئی امانت ہو۔ تو کیا اسے واپس کر دینا چاہیئے یا نہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں ضرور کرنا چاہیئے۔ تب اس نے لڑکے کی وفات کا ذکر کیا۔ جس سے خاوند نے کوئی صدمہ محسوس نہ کیا۔ اسی طرح ایک دوسرے موقع پر ایک صحابیؓ اپنی بیوی کو پیار کرنے لگے۔ تو اس نے یہ کہکر پیچھے ہٹا دیا۔ کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ رسول خداؐ تو جنگ پر ہوں۔ اور تم اپنی بیوی سے پیار کرو۔ صحابہؓ کی زندگیوں میں اس قسم کے بہت سے واقعات پائے جاتے ہیں۔ لیکن آج امور عامہ کی طرف سے مجھے ایک واقعہ کی اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک شخص کو جو مخلص احمدی اور شاید واقف زندگی بھی ہیں۔ کسی دینی کام پر جانے کیلئے کہا گیا تو انہوں نے شادی کی وجہ سے جانے سے انکار کر دیا۔ اس واقعہ سے مجھے خیال آیا۔ کہ ابھی صحابہ اور ہم میں بہت فرق ہے۔ کجا یہ کہ دین کے معاملہ میں ان کے نزدیک شادی و مرگ کوئی اہمیت ہی نہ رکھتے تھے۔ اور کجا یہ کہ شادی ایک ضروری دینی کام میں حائل ہو رہی ہے۔ میں کہتا ہوں شادی تو کجا گھر میں اگر مردہ پڑا ہو۔ تب بھی دین کا کام مقدم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں دیکھا گیا کہ حضورؑ کوئی

کام تبلتے تو خدام ذرا بھی توقف پسند نہ کرتے اور راتوں رات مکمل کر ڈالتے ہوتے۔ اگر آپ لوگ دین کے معاملہ میں سستی اور بے اعتنائی برتیں گے تو خدا تعالیٰ کا معاملہ بھی آپ کے ساتھ ویسا ہی ہو گا وہ بھی تمہارے معاملات میں بے اعتنائی سے کام لینا شروع کر دے گا۔ جب بیعت کے وقت تم میں سے ہر شخص نے یہ عہد کیا ہے۔ کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے" تو اس **عہد** کو نہ نبھانا کمزوری ایمان کی علامت ہے۔ آج اگر آپ لوگ کمربستہ ہو جائیں۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد سچا کر دکھائیں۔ تو وہ دن دور نہیں جب شادمانی و کامیابی تمہارے قدم چومنے میں راحت محسوس کرنے لگے۔

اس کے بعد میں ایک اور امر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں دو سال سے مخفی طور پر احمدی ہوں۔ اور گزشتہ دو سال کا چندہ بھی دینے کو تیار ہوں۔ مجھے احمدی رشتہ دے دیا جائے۔ مقامی جماعت میں اختلاف ہو گیا ہے۔ کہ آیا اسے دو سال سے احمدی تصور کیا جائے یا نہ

یہ درست ہے کہ کسی شخص کے اپنے آپ کو احمدی کہنے پر ہم اسے احمدی سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اور اگر وہ کہتا ہے کہ میں دو سال سے دلی طور پر احمدی ہوں تو ہم اسے سچا سمجھیں گے۔ لیکن یہ معاملہ صرف ایمان تک محدود ہے معاملات میں یہ صورت نہ ہو گی۔ معاملات میں ہم ظاہر پر حکم صادر کریں گے۔ کیونکہ ہم اس کے دل کی حالت کو دیکھ نہیں سکتے۔

پس جن لوگوں نے اسے احمدی قرار دے کر رشتہ دلانے کے حق میں رائے دی غلطی کی ہے۔ یہ کہنا کہ وہ گزشتہ دو سال کا چندہ دینے کے لئے بھی تیار ہے معاملہ کو اور مشکوک کر دیتا ہے کیونکہ اس طرح تو نہایت آسانی سے ہر شخص پچھلے چند سالوں کا چندہ دے کر رشتہ حاصل کر سکتا ہے

یوم سیرۃ النبی

یوم سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تاریخ ۲۹ جون ۱۹۴۷ء مطابق ۲۹ احسان ۱۳۲۶ ہجری شمسی مقرر ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ

۱۵ ماہ جون بعد نماز مغرب

نماز میں بلند آواز سے اپنی زبان میں دعا کرنا جائز نہیں ہے

مرتبہ مکرم خورشید احمد

قادیان ۱۵ ماہ احسان۔ آج بعد نماز مغرب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ مجلس میں رونق افروز ہوئے۔ ابتدا میں بہت سے مہمانوں نے مصافحہ اور ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد حضور نے ایک صاحب کے اس سوال کا ذکر فرمایا کہ ایک غیر احمدی نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک جماعت کا امام نماز میں بلند آواز سے اردو زبان میں دعائیں مانگتا ہے۔ اس سوال کا جو جواب حضور نے ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ہدیۂ احباب کیا جاتا ہے۔

فرمایا اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو فتوےٰ ہے۔ وہ میں بھی موجود ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جہاں تک ذاتی

امریکہ میں بائیس اشخاص حلقہ بگوش اسلام ہوئے

مکرم جناب صوفی مطیع الرحمن صاحب بنگالی بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ:-

نیو یارک میں بیس اشخاص اسلام قبول کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت عطا فرمائے آمین ۔

ان سے چند روز پہلے سینٹ لوئیس میں بھی دو افراد نے اسلام قبول کیا تھا۔ اللھم زد فزد

میں پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں حال ہی میں الفضل میں بھی وہ شائع ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی ارشاد ہے کہ نماز میں صرف ادعیہ ماثورہ بلند آواز سے پڑھنی چاہئیں۔ ہاں اگر اپنی زبان میں کوئی دعا کرنی ہو۔ تو بجائے بلند آواز کے دل میں ہی کر لینی چاہیئے۔ میرا عمل اس سلسلہ میں یہ ہے کہ ادعیہ ماثورہ کے پڑھنے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کو بھی شامل کر لیا کرتا ہوں۔ کیونکہ جو حکمت قرآن مجید اور احادیث کی دعائیں پڑھنے میں ہے۔ وہی حکمت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات

ضرورت اور خواہش کا سوال ہے۔ انسان اپنی زبان میں ہی زیادہ مؤثر طریق اور عمدگی کے ساتھ دعا کر سکتا ہے۔ جس زبان میں انسان سوچتا اور غور کرتا ہے۔ اس میں اسے پوری مہارت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ صحیح رنگ میں اسی میں اپنے دلی جذبات اور اندرونی کیفیات کا اظہار کر سکتا ہے۔ اگر وہ کسی ایسی زبان میں دعا کرے گا۔ جس پر اسے پورے طور پر تصرف حاصل نہیں، تو وہ اپنے جذبات کا پورے طور پر اظہار نہیں کر سکے گا۔ پس جہاں تک انفرادی طور پر خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق کا سوال ہے اپنی زبان میں دعا مانگنا ایک ضروری چیز

ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ایسی دعائیں بلند آواز سے کی جائیں۔ اگر کوئی شخص امام ہو۔ تو وہ اردو یا کسی اور زبان میں اونچی آواز سے دعائیں مانگنے لگ جائے۔ وہ اپنے دل میں تو ایسی دعائیں مانگ سکتا ہے۔ اور اسے ضرور مانگنی چاہئیں۔ مگر بلند آواز سے بالخصوص ایسی حالت میں جب کوئی شخص امام ہو۔ صرف ایسی دعائیں ہی مانگنی چاہئیں۔ جو ادعیہ ماثورہ میں شامل ہوں۔ اور جن کا قرآن و حدیث میں ذکر آتا ہو۔ اس میں ایک یہ بھی حکمت ہے۔ کہ اگر اپنی زبان میں دعا کی جائے تو یہ ضروری نہیں ہوتا کہ انسان صحیح طور پر شریعت کے تقاضے کو پورا کر سکے مثلاً دعا کرتے وقت بعض دفعہ انسان خدا تعالےٰ کو اس کی صفات کی یاد دلاتا ہے بعض دفعہ خدا کے بندے کے ساتھ جو تعلقات ہیں ان کا واسطہ دیتا ہے۔ ان مختلف کیفیات کو بیان کرتے وقت ہو سکتا ہے۔ کہ انسان کوئی غلطی کر بیٹھے بے شک جہاں تک اللہ تعالےٰ کا سوال ہے وہ چونکہ دلوں کے حالات کو جانتا ہے۔ اس لئے وہ تو ایسی غلطی پر مواخذہ نہیں کرے گا۔ لیکن اگر بندوں کے سامنے ایسی غلطی کی جائے۔ تو ان کے دلوں میں کئی قسم کے شکوک پیدا ہو جائیں گے اور اس طرح مختلف قسم کے فتنے پیدا ہونے کا امکان ہو گا۔ اس لئے اس قسم کی ذاتی دعائیں بلند آواز سے نہیں بلکہ آہستگی سے اپنے دل میں مانگنی چاہئیں۔ بلند آواز سے دعا کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ دوسروں کو بھی دعا میں شریک کیا جائے۔ اب اگر ایک شخص اپنی زبان میں بلند آواز سے دعا مانگتے وقت خدا تعالےٰ کی صفات کو غلط طور پر پیش کر دے یا وہ کوئی ایسی دعا مانگے۔ جس میں بعض مقتدیوں کو اس سے اختلاف ہو۔ تو لازمی بات ہے کہ لوگوں کی نمازیں خراب ہوں گی۔ ان کے دل میں امام کے متعلق نفرت کے جذبات پیدا ہو جائیں گے۔ اور بسا اوقات لوگ نماز توڑ دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ حضور نے اس ضمن میں کئی مثالیں دے کر اس حقیقت کو واضح کیا اور فرمایا ممکن ہے کہ ایک

موقع پر امام بلند آواز سے یہ دعا کر رہا ہو کہ اے خدا فلاں مقدمے کا فیصلہ میرے حق میں کردے۔ اور اسی وقت ایک مقتدی اسی مقدمہ کے متعلق یہ دعا کر رہا ہو۔ کہ اس کا فیصلہ میرے حق میں ہو جائے۔ اب اگر امام اور مقتدی ایک ہی وقت میں متضاد دعائیں کر رہے ہوں۔ تو ظاہر ہے کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ کئی قسم کے فتنے پیدا ہو جائیں گے۔

اس کے بالمقابل قرآن مجید میں احادیث میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں جو دعائیں آتی ہیں وہ سب کے لئے قابل قبول ہوتی ہیں۔ شریعت کے تمام تقاضوں کو ان میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور ان دعاؤں سے کسی ٹھوکر اور فتنے کا احتمال نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ دعائیں بلند آواز سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ بالکل صحیح اور حکمت پر مبنی ہے۔ انسان اپنی زبان میں بے شک دعائیں کر سکتا ہے۔ لیکن آہستگی کے ساتھ۔ بلند آواز سے دعا کرنے سے چونکہ غرض ہی یہ ہوتی ہے۔ کہ دوسروں کو بھی اس میں شریک کیا جائے۔ اس لئے بلند آواز سے صرف وہی دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ جو قرآن مجید میں یا احادیث میں اور یا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں موجود ہیں۔ کیونکہ صرف یہی وہ دعائیں ہیں۔ جن میں شریعت کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ اور جو سب کے لئے قابل قبول ہیں۔ اور جن سے کسی قسم کے فتنے اور ٹھوکر کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ اذان کے بعد حضور نے ایک دوست کے رقعہ کی بناء پر مسجد کے منتظمین کو توجہ دلائی کہ مسجد میں لوگوں کے لئے پینے کے پانی کا مناسب انتظام ہونا چاہیئے۔

ڈیفنس کور کی بھرتی

۲۳ جون سے ۲۷ جون کے درمیان ہوگی

تمام وہ احمدی دوست جو ڈیفنس کور یعنی ملٹری پولیس میں بھرتی ہونا چاہتے ہیں۔ اور شرائط مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۵ مئی ۱۹۴۷ء پر پورا اترتے ہیں۔ ۲۳ جون سے ۲۷ جون کے درمیان قادیان پہنچ جائیں۔ موٹی موٹی شرائط حسب ذیل ہیں:-

فوج سے فارغ شدہ ہوں۔ عمر چالیس سال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر واقعاتی شہادتیں

(از ضیاء الدین احمد صاحب قریشی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ)

ذیل کا بیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے انکم ٹیکس کے مقدمہ میں دیا تھا۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آج سے ۵۰ سال قبل سلسلہ عالیہ کی مالی حالت کیسی تھی۔ اور قادیان میں جائیداد کی کیا حالت تھی۔ یہ ایک تاریخی بیان ہے۔ ہمارے ریکارڈ میں یہ بیان کہیں نہیں ہے۔ نہ ہی حضرت اقدسؑ کی کتابوں میں نہ ہمارے پرانے اخبارات میں۔ مسل کے لئے محافظ خانہ گورداسپور اور دفتر انکم ٹیکس چھان مارے۔ کہیں دستیاب نہ ہوئی۔ جوئندہ یابندہ۔ تلاش کرتے کرتے ایک مخالف کی کتاب (تازیانہ عبرت مصنفہ مولف کرم دین بھیں والا) ہاتھ آ گئی۔ جس میں اس مقدمہ کی کل روئیداد شائع شدہ ہے اس کتاب سے یہ بیان ہے کہ احباب کے ازدیاد ایمان کے لئے شائع کیا جاتا ہے

"مقدمہ عذرداری ٹیکس اجلاس ایف۔ ٹی ڈکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور روبروئے منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ مرجوعہ ۲۰ جون ۱۸۹۸ء۔ فیصلہ ۷ ستمبر ۱۸۹۸ء نمبر بستہ قادیان نمبر مقدمہ ۵۵"

"بیان (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب ولد مرزا غلام مرتضیٰ ذات مغل۔ ساکن قادیان عمر ۶۰ سال پیشہ زمینداری باقرار صالح"

"میرے تین گاؤں تعلقہ داری کے ہیں۔ بھینی ننگل۔ کھارا۔ ان کی آمدنی سالانہ تخمیناً ۱۸۲ بیاسی روپے دس آنے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ میری اراضی تقریباً اسی گھماؤں غیر موروثی ہے۔ اور کچھ موروثی ہے۔ جس کی آمدنی مل ملا کر تقریباً تین سو روپیہ سالانہ ہوتی ہے۔ میرا باغ بھی ہے۔ اس کی آمدنی مختلف ہوتی ہے۔ چنانچہ کسی سال میں دو سو کسی سال میں تین سو۔ کسی سال میں چار سو۔ حد درجہ پانچ سو روپیہ سالانہ ہے۔

ان آمدنیوں کے علاوہ میری کوئی آمدنی نہیں ہے۔ میرا کوئی گھر ایسا نہیں ہے۔ جس کا مجھے کرایہ آتا ہو۔ اس گاؤں میں یا کسی اور جگہ اگر میرا سکونتی مکان کرایہ پر دیا جاوے۔ تو تخمیناً دو روپیہ ماہوار کرایہ کی آمدنی ہو۔ (قادیان میں جائیداد کی موجودہ حالت دوستوں کے سامنے ہے۔ مکانوں کا کرایہ تو لاہور کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اور زمین کی قیمت بھی بڑے شہروں کے برابر پہنچ رہی ہے۔ حضرت اقدس کی بدولت ایک دور افتادہ گاؤں کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے سونا بنا دیا ہے۔ ناقل) میرا نقد روپیہ اس قسم کا کوئی نہیں ہے۔ جس کی مجھے آمدنی ہو۔ بنک وغیرہ میں کوئی روپیہ نہیں ہے۔ میری زوجہ کے زیورات قریباً چار ہزار روپیہ کے ہوں گے۔ لیکن وہ میری ملکیت نہیں ہیں۔ میں نے اپنا باغ اپنی زوجہ کے پاس رہن کر دیا ہے ابھی تک رجسٹری ہوئی ہے داخل خارج نہیں ہوا۔ لیکن قبضہ باغ کا دیدیا ہوا ہے۔ اس کے عوض چار ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول پالیا ہے۔ یہ زر رہن ابھی تک میں نے کہیں لگایا نہیں ہے۔ میرے پاس پڑا ہے۔ تخمیناً دو ہزار روپیہ کا زیور میری زوجہ کا ان کی والدہ نے دیا تھا۔ اور باقی کا دو ہزار روپیہ کا زیور چودہ سال میں میں نے اپنی زمینداری کی آمدنی سے ڈالا ہوا تھا۔ یہ دو ہزار کا زیور بھی میں اپنی زوجہ کی ملکیت میں کر چکا ہوں میرے مریدوں سے مجھے تخمیناً پانچ ہزار دو سو روپیہ کی آمدنی ہے۔ یہ آمدنی مجھے اس سال میں ہوئی جس کی بابت انکم ٹیکس لگائی ہوئی ہے۔ اوسط سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپیہ کی ہوتی ہے۔ یہ تخمینہ میں نے یادداشت سے لکھوایا ہے۔ تحریری یادداشت میرے پاس کوئی نہیں ہے۔ اور نہ مجھے ضرورت ہے۔ میرا اپنا ذاتی خرچ تو سات آٹھ روپیہ ماہوار میں ہو سکتا ہے۔ یہ روپیہ مختلف مدوں میں خرچ ہوتا ہے۔ جس میں سے بڑی مد لنگر خانہ ہے۔ لنگر خانہ میں جو آٹا خرچ ہوتا ہے۔ اس کا حساب موضع دیہہ اور موضع بارووال اور بٹالہ ساہوکاران اور مالکان گھوراٹ سے دریافت ہو سکتا ہے۔ موضع دیہہ میں مہر سنگھ اور متاب سنگھ اور ٹھل سنگھ سے اور اس کے حصہ دار اور ٹھیکہ داران سے موضع بارووال میں ٹھیکہ دار کا نام یاد نہیں ہے۔ وہاں سے اور قصبہ بٹالہ میں ویر بھان بانیہ ولد گنڈا مل لیتے رہے ہیں۔ جس سال کی بابت انکم ٹیکس تشخیص ہوا ہے۔ اس سال میں آٹا ویر بھان ولد گنڈا مل بانیہ سے اور دھاریوال میں متاب سنگھ و ٹھل سنگھ ٹھیکہ داران گھوراٹ ساکنان امرتسر سے لیا گیا ہے۔ البتہ ویر بھان کی زبانی اتنا درج ہے۔ کہ اس سال ویر بھان سے تقریباً چار سو روپیہ کا آٹا آیا ہے۔ دھاریوال کے آٹے کا کوئی حساب معلوم نہیں ہے۔ یہ وہاں سے دریافت ہو سکتا ہے۔ اس سال آٹے کے علاوہ مندرجہ بالا کے گندم۔ دکان۔ باغ کھتری آڑھتی ساکن قادیان سے ۶۷ من بحساب ساڑھے سولہ سیر فی روپیہ کی تخمیناً ماہ ایک سو ستاسٹھ روپیہ کی خریدی۔ میں نے خرچ آٹا وغیرہ یعنی گوشت

وقف جائیداد و آمد کے وعدوں کی میعاد

۳۰ جون تک بڑھا دی گئی ہے

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حفاظت مرکز کے چندوں (وقف جائیداد۔ وقف آمد) کے وعدے کرنے اور فہرستیں ارسال کرنے کی میعاد ۳۰ جون ۱۹۴۷ء تک بڑھا دی ہے۔ جن جماعتوں نے ابھی تک مکمل فہرستیں نہیں بھیجیں۔ وہ فوری طور پر اس طرف توجہ کریں۔ اور جلد سے جلد فہرستیں ارسال کرنے کی کوشش کریں۔

Very good! exemplary ... 5-6 ... (ناظر امور عامہ)

مصالح۔ روغن زرد۔ چاول۔ چار۔ دودھ تیل میخ و چارپائی۔ مصری کھنڈ کا آٹے میں نقل کرکے د... دیا ہوا ہے۔ وہ تخمیناً لکھا گیا ہے ملاحظہ ہو سکتا ہے۔ مہمانخانہ میں جو عمارتیں مہمانوں کے اُترنے کے لئے پختہ و خام بنی ہیں۔ ان پر تقریباً ۱۷۶۳ روپیہ خرچ اس سال میں ہوا ہے۔ جو آمدنی مدرسہ کی مد پر آتی ہے۔ وہ اس آمدنی کے علاوہ ہے۔ میں نے انتظاماً وہ کام مولوی نورالدین صاحب (حضرت خلیفہ اوّل) کے سپرد کر رکھا ہے وہی حساب کتاب رکھتے ہیں۔ اور بذریعہ اشتہار چندہ دہندگان کو اطلاع دی گئی ہے۔ کہ اس کا روپیہ براہ راست مولوی نورالدین کے نام ارسال کریں میں نے یہی آمدنی پانچ ہزار دوسو روپیہ سالانہ مریدوں کے ذریعہ ٹھہرائی ہے۔ اس میں مدرسہ کی آمدنی درج نہیں ہے اور وہ اس لحاظ سے کہ وہ آمدنی براہ راست مولوی نورالدین صاحب کے سپرد ہو کر ان کو پہنچتی ہے۔ اس آمدنی اور خرچ مدرسہ کا حساب کتاب اُن کے پاس ہے۔ وہ حساب کتاب باضابطہ ہے۔ اس سال میں اکیس اشتہار مشتہر کئے گئے ہیں جن میں سے بعض کی تعداد سات سو اور بعض کی دو ہزار ہے۔ ان پر صرف ڈاک کا خرچ اس سال میں دو سو روپیہ تخمیناً ہوا ہے۔ جواب خطوط رجسٹری وغیرہ پر اس سال میں تخمیناً دو سو چالیس روپیہ خرچ ہوا ہے۔ خرچ مطبع اس سال میں تخمیناً ایک ہزار روپیہ ہوا ہے جس کا حساب کوئی نہیں ہے۔ اس میں مدات ذیل ہیں

روپیا — اسفنجیا — کل کش ماہوار
للعہ ر — ۶ — ۶

پریسمین ماہوار — سنگساز — کاپی نویس
عہ — عہ — عہ

کاغذ ماہوار
للعہ

آمدنی مطبع کی حسب ذیل اس سال ہوئی ہے۔ آمدنی فروخت چار سو اٹھاسی روپیہ دس آنہ چنانچہ اس حساب سے خرچ مطبع آمدنی سے تخمیناً پانسو روپیہ کے قریب زیادہ آتا ہے۔ یہ خرچ دوسری مدات میں سے دیا جاتا ہے۔ کیونکہ مریدوں کی طرف سے مجھے اجازت ہے۔ کہ حسب ضرورت ایک مد سے دوسری مد میں روپیہ خرچ کر لیا جائے۔ جو بچت سال گذشتہ کی کبھی ہوتی ہے تو میں حسب ضرورت آئندہ سال اسے خرچ کر دیتا ہوں۔ دینی ضرورت میں خرچ کیا جاتا ہے۔ میرے ذاتی خرچ سے اس خرچ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے کوئی حاجت نہیں کہ میں مریدوں کا روپیہ اپنے خرچ میں لاؤں۔ میرا خرچ میری ذاتی آمدنی سے جو صرف زمینداری سے ہوتی ہے۔ اور کسی قسم کی آمدنی نہیں ہے۔ کم ہے۔ میں اپنی ذاتی آمدنی سے بھی مدات مذکورہ بالا میں خرچ کر دیتا ہوں میری ذاتی آمدنی جس قدر مجھے باقی بعد از منہائی خرچ بچتی ہے۔ وہ میں کسی دینی خدمت میں خرچ کر دیتا ہوں۔ تجارت وغیرہ کسی کام میں جہاں سے آمدنی نہ ہو خرچ نہیں کرتا۔ اور کچھ بیان نہیں کرتا:۔

۱۵ اگست ۱۸۹۸ء

دستخط حاکم۔ دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

حضرت اقدس نے اپنے زمانہ کا بجٹ بیان فرمایا ہے۔ اور لنگرخانہ اور بعض اشاعت وغیرہ کے کاموں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس زمانہ کی آمد و خرچ کا اگر اس زمانہ کے بجٹ سے مقابلہ کیا جائے۔ تو پتہ لگتا ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کہاں تک ترقی کر گیا ہے۔ آجکل لاکھوں کا بجٹ ہے۔ اور وسعت کام اس قدر ہو گئی ہے۔ کام کو چلانے کے لئے نظارت ضیافت و دعوت و تبلیغ جیسے وسیع محکمے بن گئے ہیں۔ یہ ترقی خود حضرت اقدس کی صداقت کی بین دلیل ہے۔

اعلان نکاح

میرے لڑکے سید اعجاز احمد کا نکاح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۶ اپریل ۱۹۴۷ء کو عزیزہ سعیدہ اقبال بنت قاضی ضیاء اللہ صاحب ٹیچر حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے ساتھ بعوض پانصد روپیہ مہر مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ جانبین کے لئے ...

سکھوں کی سیوائیں نوئیڈن

(از جناب مہاشہ محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ)

میں نے اپنے ایک گذشتہ مضمون میں سکھوں سے نویدن (گذارش) کیا تھا۔ کہ کس طرح ہندو ان کے (ملکی و مذہبی) کاموں میں روکاوٹ ڈالتے رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں میں نے گوردوارہ ایکٹ اور سکھ دہرم کے پرچار میں اُس روکاوٹ کے بارے میں عرض کیا تھا۔ آج کچھ مزید عرض کرتا ہوں تاکہ سکھ بھائی غور کریں۔ کہ وہ ہندو جو آج سکھوں کو جوش دلا کر مسلمانوں کے مقابل پر کھڑا کر رہے ہیں۔ محض اس لئے کہ وہ اس کے ذریعہ سے پنجاب میں اپنے لئے سیاسی مفاد حاصل کر سکیں۔ مذہبی نیموں میں ان کے کتنے مخالف ہیں

گرنتھ صاحب کی ضبطی "سندھ گورنمنٹ نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کو ضبط کرکے یہ حکم دیا۔ کہ یہ باب صوبہ سندھ میں شائع نہ ہو۔ آریہ سماج نے اس پر ایجی ٹیشن کیا۔ تاکہ مسلمانوں کو مرعوب کرکے اس کی ضبطی کے حکم کو واپس کرائیں۔ اس دوران میں اکالیوں نے سندھ گورنمنٹ کو حق پر سمجھتے ہوئے ایک ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ ستیارتھ پرکاش واقعی اس قابل ہے۔ کہ اس کے پچھلے چار باب جن میں دیگر مذاہب کے رشیوں اوتاروں اور نبیوں کو گالیاں دی گئی ہیں ضبط کر لیا جائے۔ اکالیوں کی طرف سے جب یہ ریزولیوشن اخبارات میں شائع ہوا تو ہندو پریس نے اکالیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور کہا کہ اگر ستیارتھ پرکاش کو اکالی ضبط کرانا چاہتے ہیں۔ تو پھر ان کو گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں کی ضبطی کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے چنانچہ ہندو اخبار پربھات لکھتا ہے کہ

"ہم نے گورو نانک دیو کی چند بانیوں اور اُن کی جنم ساکھی کے حوالے دیکر اکالیوں سے پوچھا تھا۔ کہ جب اصول کے ماتحت اُن کی شرومنی کمیٹی نے ستیارتھ پرکاش کے کچھ حصے ضبط کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کی وجہ سے گورو کی بانیاں اور جنم ساکھی کے بعض حصے کیوں نہ ضبط قرار دیئے جائیں۔" (۲۴ دسمبر ۱۹۴۴ء)

پھر لکھا ہے کہ

"اکالیوں کی گوردوارہ کمیٹی نے ستیارتھ پرکاش کے آخری چار بابوں کو ضبط کرنے کا مطالبہ کیا ہے جسے لیکر مسلم لیگی اخبارات بہت اچھل رہے ہیں۔ اور اکالیوں کی اس بے ہودہ حرکت کو اپنے خرافات سے ملا کر سمجھ رہے ہیں۔ کہ آریہ سماج کی صف میں انہوں نے بہت بڑا میدان مار لیا..... اکالیوں نے یہ ریزولیوشن پاس کرکے اپنے پاؤں پر کلہاڑا مار لیا ہے۔ لیکن ہم دوست ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش اس لئے قابل ضبطی ہے۔ کہ اس میں دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اور وہ بھی شدید تو اس اصول کے ماتحت گورو نانک جی کی وہ بانیاں قابل ضبطی نہیں۔ جن میں گورو جی نے بھی دوسرے دہرموں پر نکتہ چینی کی ہے۔ گورو نانک اور سوامی دیانند کے انداز گفتگو میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہم نے اپنے سابقہ مضمون میں مسلم لیگیوں سے دریافت کیا تھا۔ اور اب پھر کرتے ہیں۔ کہ جب تم سوامی دیانند کے گرنتھ کے خلاف طوفان بدتمیزی اُٹھاتے ہو۔ تو گورو نانک دیو کی بانیوں کے خلاف کیوں نہیں اُٹھاتے تاکہ اکالیوں کو بھی پتہ لگ جاوے۔ کہ جس ہتھیار کے استعمال سے وہ لیگیوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ وہ ان میں کوئی زخم لگاوے گا۔" (پربھات ۲۸ نومبر ۱۹۴۴ء)

میرے سکھ بھائیو! آپ نے دیکھ لیا۔ کہ کس طرح ہندوؤں نے ایک طرف مسلمانوں کو بابا نانک جی کی طرف بعض اقوال منسوب کرکے اشتعال دلانے کی کوشش کی۔ تاکہ یہ بھی مشتعل ہو کر گورو گرنتھ صاحب کی ضبطی کا مطالبہ کریں۔ اور دوسری طرف اکالیوں کو دھمکی دی۔ کہ آپ نے جو ستیارتھ پرکاش کے چار بابوں کی جن میں دیگر مذاہب کے بزرگوں۔ اوتاروں اور پیغمبروں کو گالیاں

دی گئی ہیں مطالبہ کیا ہے یہ آپ نے اپنے پاؤں پر کلہاڑا چلایا ہے۔ کیونکہ اگر ستیارتھ پرکاش کے خلاف تم نے ایجی ٹیشن میں حصہ لیا تو پھر ہم مسلمانوں کو تمام وہ باتیں جن میں مسلمانوں کے خلاف لکھا ہوا ہے۔ لکھ دیں گے۔ جس سے مسلمان [illegible] کے خلاف ایجی ٹیشن کریں گے"

کرپان کی ضبطی کا مطالبہ

زمانہ کے تغیرات ہیں۔ کہ وہ ہندو جو کہ آج سے چند ماہ قبل بڑے زور سے لیکچروں اور اخبارات کے ذریعہ گورنمنٹ سے یہ درخواست کر رہے تھے کہ کرپانوں کو ضبط کر لیا جائے۔ یا پھر ہندوؤں کو بھی اجازت ہونی چاہیئے کہ وہ بھی کرپان رکھ سکیں۔ موجودہ فتنہ و فساد میں سکھوں کو مسلمانوں سے لڑانے کے لئے یہ مضامین لکھ رہے ہیں کہ کرپان سکھوں کا دھارمک نشان ہے۔ جس پر پابندی نہیں لگ سکتی۔ بات اصل یہ ہے کہ ہندو اپنا فائدہ دیکھتا ہے۔ اگر وہ سمجھتا ہے۔ کہ سکھوں کی مخالفت میں فائدہ ہے۔ تو وہ مخالفت کرتا ہے۔ اور اگر وہ سمجھتا ہے کہ اب ضروری ہے کہ سکھوں کو ساتھ ملائے رکھا جائے۔ تو وہ سکھ ہندو اتحاد کا نعرہ بلند کر دیتا ہے۔ ہندو جو آج کرپان کے حق میں لکھ رہا ہے۔ آج سے پہلے کوشش کرتا رہا ہے۔ کہ کرپان پر پابندی لگ جائے۔ چنانچہ مشہور ہندو کانگرسی اخبار پربھات لکھتا ہے کہ

سکھوں کی کرپانیں ضبط کر لو

"پشاور ۱۳ فروری۔ کل اکالی سکھ ...... کے ہاتھوں کرپان سے ہلاک ہونے والے نوجوان سٹوڈنٹ کمار کی ارتھی کا شاندار جلوس نکالا گیا۔ جلوس میں ہندو مسلمان مرد عورتیں بھاری تعداد میں شامل تھیں۔ جلوس میں شامل ہونے والے ہندو مردہ باد قاتلوں کو پھانسی دیدو کرپانوں کو ضبط کر لو کے نعرے لگا رہے تھے ...... جلوس میں کانگرسی لیڈر بھی شامل تھے"

(پربھات ۱۵ رفروری ۱۹۴۶ء)

اس واقعہ پر رائے زنی کرتا ہوا ہندو کانگرسی اخبار پربھات لکھتا ہے کہ

فسادی سکھ

انتخاب کی لڑائی میں شکست ملنے سے صوبہ سرحد کے اکالی منچلے سکھ آپے سے باہر ہو گئے ہیں۔ مانا کہ ان کے پاس کرپانیں ہوتی ہیں۔ لیکن انہیں یہ حق کس نے دیا ہے۔ کہ وہ پر امن شہریوں کو ہلاک کرتے پھریں۔ اس وقت تک دو واقعات ہو چکے ہیں۔ چند دن ہوئے ایک پشاور میں ہوا تھا۔ اکالیوں کا ایک جلوس نکل رہا تھا۔ کہ تبادلہ خیالات کے دوران میں ایک سکھ کو غصہ آگیا۔ اور اس نے کرپان نکال کر ایک کانگرسی کو ہلاک کر ڈالا۔ اب دوسرا واقعہ بنوں میں ہوا ہے۔ یہاں بھائی اجیت سنگھ پاکستانی وزیر کو کانگرسی امیدوار سردار رام سنگھ نے شکست دی۔ اس کی ہار سے اکالی سکھ آپے سے باہر ہو گئے۔ اور بنوں کے ایک کانگرسی جلوس پر حملہ کر کے دو کانگرسیوں کو ہلاک کر ڈالا۔ اس موقعہ پر بھی کرپانیں استعمال کی گئیں۔ اگر سکھوں کی یہ فساد انگیز حرکات جاری رہیں۔ تو تعجب ہے کہ گورنمنٹ کو اس پر پابندی کے لئے کوئی قدم اٹھانا پڑے۔ مذہبی آزادی کے بہانے سے سکھوں کو یہ اجازت نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ سیاسی مخالفوں کو ہلاک کرتے پھریں۔ آخر قانون اور امن ان کے رحم پر نہیں ہو سکتے۔

تحریک جدید کا چندہ اور امداد غربا

یاد رہے۔ کہ تحریک جدید کے جو مبلغ بیرون ہند میں تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت میں مصروف عمل ہیں۔ ان کے اخراجات بعض کو سہ ماہی اور بعض کو ششماہی مطابق ضرورت پیشگی ارسال کئے جاتے ہیں۔ یہ تبلیغی اخراجات تحریک جدید کے دفتر اول کے تیرھویں سال سے جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ تبلیغ کے لئے روپیہ اسی صورت میں ارسال کیا جا سکتا ہے جب کہ مرکز کو تحریک جدید کے وعدے وصول ہوں۔ پس ضرورت ہے۔ کہ بیرون ہند کی تبلیغی سکیم کے کامیاب کرنے کے لئے زمیندارہ اور شہری جماعتیں اور دیگر دوست وعدے کرنے والے احباب فوری توجہ فرما کر اسی ماہ میں اپنے وعدے نقد ادا کریں۔ جہاں تحریک جدید کے دفتر اول کے تیرھویں سال اور دفتر دوم کے سال سوم کے وعدوں کا جلد تر وصول ہونا از بس ضروری ہے وہاں حضور کی طرف سے حسب معمول امداد غربا کے غلہ کی تحریک بھی آپ کے پیش کی جا چکی ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ غلہ خریدنے کے یہی دن ہیں۔ اور بغیر روپیہ غلہ خریدا نہیں جا سکتا۔ پس اس کا روپیہ بھی جلد سے جلد آنا ضروری ہے۔ ہر خاندان پر اس کے اپنے گھر کے سالانہ خرچ گندم کا ۱/۴۰ حصہ ہے۔ اور بہتری زمیندار ایسے اور زیادہ آسودہ حال احباب ہر غربا کی امداد میں حصہ لینا ان کی توفیق اور طاقت کے مطابق ہے۔ پس اس چندہ کے لئے بھی آپ اور آپ کی جماعت فوری توجہ فرماویں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

ضروری خبریں

وائسرائے سے مسٹر جناح اور گاندھی جی کی ملاقات

نئی دہلی ۱۷ جون۔ آج صبح دس بجے وائسرائے ہند نے مسٹر محمد علی جناح اور گاندھی جی سے علیحدہ علیحدہ طور پر ملاقات کی۔ گاندھی جی دس بجے وائسرائے محل میں پہنچے۔ مسٹر جناح قریباً ۱۱ بجے ملاقات کیلئے آئے معلوم ہوا ہے کہ اس ملاقات میں صوبہ سرحد میں ہونے والے ریفرینڈم کے معاملہ پر غور کیا گیا۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ ریفرینڈم جولائی کے شروع میں ہوگا۔ اور جولائی کے آخر تک اس کے نتائج منظر عام پر آجائیں گے۔ وائسرائے سے ملاقات کرنے کے بعد گاندھی جی سیدھے بھنگی بستی میں پہنچے۔ جہاں کانگرس ورکنگ کمیٹی کا ایک خاص اجلاس ہو رہا تھا۔ آپ اجلاس میں شامل ہوئے اور ورکنگ کمیٹی کو وائسرائے کے ساتھ اپنی ملاقات کی تفصیل سے آگاہ کیا۔

مغربی پنجاب کے ہندو کارخانہ داروں کی میٹنگ

لائلپور ۱۷ جون۔ مغربی پنجاب کے بڑے بڑے ہندو کارخانہ داروں اور بیوپاریوں کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی۔ جس میں اس سوال پر غور کیا گیا۔ کہ پاکستان کی حکومت قائم ہونے پر انہیں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ میٹنگ میں مغربی پنجاب کے ہندو بیوپاریوں کی ایک ایسوسی ایشن بنائی گئی۔ نیز فیصلہ کیا گیا کہ بیوپاریوں کا ایک وفد دہلی میں عبوری حکومت کے کانگرسی ممبروں سے مشورہ حاصل کرے کہ وہ پاکستان کی حکومت میں کیا رویہ اختیار کریں۔

برطانوی پارلیمنٹ میں ہندوستان کا ذکر

لنڈن ۱۷ جون۔ برطانوی پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنز میں نائب وزیر ہند مسٹر آرتھر ہنڈرسن نے مختلف سوالات کے جواب میں بتایا کہ اس سوال پر غور کیا جا رہا ہے کہ امپیریل سروس کے انگریز افسروں کو جون ۱۹۴۸ء سے قبل فارغ کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے بتایا کہ اس وقت ہندوستان میں برطانیہ کا جو فالتو سامان پڑا ہوا ہے۔ وہ حکومت ہند کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ اس سامان کی قیمت ابھی طے نہیں ہوئی۔ تاہم اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ کرتے وقت برطانیہ کے مفاد کو مدنظر رکھا جائے گا۔

آسام میں بے دخلی کی پالیسی

شیلانگ ۱۷ جون۔ حکومت آسام زمینوں کی بے دخلی کی جس سکیم پر چل رہی تھی معلوم ہوا ہے کہ آسام کے ضلع گوہاٹی میں یہ سکیم مکمل ہو گئی ہے۔ حکومت نے تمام زمین اپنے منشا کے ماتحت تقسیم کر دی ہے جن لوگوں نے زبردستی زمینوں پر قبضہ کر رکھا تھا۔ وہ اب زمینیں چھوڑ کر واپس مشرقی بنگال کو آرہے ہیں۔

کانپور میں فساد

لکھنؤ ۱۷ جون۔ حکومت یو۔پی نے ایک اعلان میں بتایا ہے کہ کانپور میں فساد رونما ہو گیا تھا۔ لیکن اب صورت حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ فساد فرقہ وارانہ نوعیت کا نہیں تھا۔ چنانچہ مسلم لیگ اور دیگر مختلف جماعتیں فساد فرو کرنے میں حکومت کی مدد کرتی رہی ہیں۔

ہندوؤں کی طرف سے سکھوں کی مخالفت

سکھ اخبار شیر پنجاب لکھتا ہے "اگرچہ سکھوں نے موجودہ جدوجہد میں سب سے زیادہ قربانیاں پیش کی ہیں۔ ایک نہایت بزدل وبے اثر لیڈر کی حماقت کے پیش نظر بعض ہمدرد اور دوست لوگ بھی انہیں بدنام کرنے کے لئے معاندانہ پراپیگنڈا میں مصروف ہیں۔ اخبار جے ہند کے مسٹر امر سنگھ نے آج دفتر شیر پنجاب میں آکر ان ہندو بھائیوں کے خلاف سخت رنج وغصہ کا اظہار کیا جو سکھوں کو ان کی بہادری وقربانی کی داد دینے کے بجائے الٹا انہیں بدنام کرنے کے لئے معاندانہ پراپیگنڈا میں مصروف ہیں وہ ان کے بہادرانہ کارناموں کو بھی دوسری جماعتوں سے منسوب کر کے انہیں بدنام کرتے ہیں۔" (شیر پنجاب ۱۵ جون)

مسٹر جناح کی طرف سے پاکستان فنڈ کا اجراء

نئی دہلی ۱۶ جون۔ مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان میں تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ پاکستان فنڈ میں حسب استطاعت چندہ دیں۔ یہ فنڈ تقسیم کے سلسلے میں پیش آنے والے معاملات کی انجام دہی کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے بیان میں کہا۔ برطانیہ کے تازہ اعلان کے مطابق سرحد، آسام کے ضلع سلہٹ اور بلوچستان میں استصواب رائے عامہ کیا جا رہا ہے۔ نیز پاکستان دستور ساز اسمبلی کے قیام کے سلسلے میں مختلف قسم کے ماہرین کی ضرورت ہوگی تاکہ نظام حکومت مرتب کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ ہمیں مرکزی حکومت کے تمام املاک اور قرضوں کی تقسیم کے کام سے بھی عہدہ برآ ہونا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اور اہم کام ہے اس کے علاوہ پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے سلسلے میں مسلمانوں کو کافی تیاری کرنی ہے۔ ان تمام کاموں کے لئے چندہ از بس ضروری ہے۔ میں ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس فنڈ میں حصہ لے۔

فرقہ وارانہ فسادات

لاہور ۱۶ جون۔ آج چھ مختلف مقامات پر بم پھٹے۔ ایک بم شاہ عالمی گیٹ کے باہر ہسپتال میں پھٹا۔ جس سے ۱۴ اشخاص مجروح ہو گئے۔ زخمی ہونے والوں میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور کانسٹیبل بھی شامل ہیں۔ میوہ منڈی۔ مستی گیٹ۔ چوک متی میں بھی بم پھٹے۔ ٹمپل روڈ۔ باغبانپورہ۔ اور مزنگ میں آتشزدگی کی وارداتیں بھی ہوئیں۔

امرتسر ۱۶ جون۔ آج مقامی پولیس نے لوہاری گیٹ کے اندر ایک مکان پر چھاپہ مارا۔ اور مختلف قسم کے ڈیڑھ سو بم۔ مٹی کے تیل کے ۱۹ کنستر۔ اور بارود سے بھرا ہوا ایک صندوق برآمد کیا۔ اس کے علاوہ لوٹ مار کی چار وارداتیں ہوئیں۔ ایک شخص کو چھرا مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ایک مقام پر کسی نامعلوم شخص نے گولیاں چلائیں جن سے تین اشخاص مجروح ہوئے۔

گوڑگاؤں ۱۶ جون۔ ضلع گوڑگاؤں میں آج پھر فساد رونما ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں تیس اشخاص مارے گئے اور دو سو سے زائد مجروح ہوئے۔ ۱۵۰ مکان نذر آتش کر دیئے گئے۔ آج شام سردار بلدیو سنگھ ڈیفنس ممبر نے فساد زدہ علاقہ کا دورہ کیا۔

تقسیم پنجاب نے سکھوں کی جماعتی حیثیت کو ختم کر دیا ہے

ایک سکھ لیڈر کا بیان

امرتسر۔ سردار سرمکھ سنگھ صدر رام گڑھیا سنٹرل فیڈریشن وائس پریذیڈنٹ پرتی ندھی پنتھک بورڈ نے ایک بیان میں کہا۔ تازہ برطانوی سکیم سے سکھوں کی یکجہتی ختم ہو گئی ہے۔ سکھ من حیث القوم کبھی بھی تقسیم پنجاب کے حق میں نہیں تھے صرف اکالی پارٹی نے کانگرس کے ساتھ ساز باز کر کے تقسیم پنجاب پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ لیکن محض اکالی پارٹی کا فیصلہ ہرگز سکھ قوم کا فیصلہ نہیں کہلا سکتا۔ اور اس پارٹی کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ قوم سے پوچھے بغیر تقسیم پنجاب پر رضامند ہو جاتی۔

چودہ ہزار مصیبت زدگان کو بھوکوں مرنے سے بچایئے

امرتسر ۱۶ جون۔ شیخ صادق حسن صدر سٹی مسلم لیگ نے گورنر پنجاب کو یہ تار ارسال کی ہے کہ قریباً چودہ ہزار مسلمان خانماں برباد اور بے روزگار ہونے کی وجہ سے سخت مصیبت میں ہیں مسلم لیگ ان کے لئے گندم مہیا کرنا چاہتی تھی۔ لیکن حکومت نے گندم کی درآمد کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جس سے مصیبت زدگان کے لئے بھوکوں مرنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ گورنر پنجاب کو فوراً اس سلسلے میں مداخلت کرنی چاہیئے۔

نئی دہلی ۱۶ جون۔ ریاست میسور کے دیوان نے ایک بیان میں بتایا ہے کہ ریاست میسور نے ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔